سفیان ثوریؒ
اور اُن کی تفسیری خدمات

صفدر سلطان اصلاحی

(حضرت سفیان ثوریؒ (۹۷-۱۶۱ھ) جلیل القدر تابعی، معروف فقیہ، محدث اور مفسر ہیں۔ فقہ سے غیر معمولی لگاؤ کی وجہ سے انھیں "فقیہ العرب" کا لقب دیا گیا۔ فقہ، حدیث اور دیگر علوم میں ان کی تصنیفی و تحقیقی خدمات سے سب ہی واقف ہیں۔ تفسیر کی کتابوں میں ان سے مروی روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ان کی تفسیری روایات کو ان کے ایک شاگرد نے یکجا مرتب کر دیا تھا جس کو تقریباً ایک مستقل تفسیر کی حیثیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر ہاشم عبد یاسین المشہدانی نے اس تفسیر کی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنے ایم اے کے مقالہ کے لیے منتخب کیا جس پر انھیں جامعہ ازہر کے کلیہ اصول الدین نے ایم۔ اے۔ کی ڈگری عطا کی۔ بعد میں یہ مقالہ عراق سے شائع ہو گیا۔ جو ۵۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی کی روشنی میں سفیان ثوریؒ اور ان کی تفسیری خدمات کا مختصر جائزہ ذیل کے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے)

سفیان بن سعید بن مسروق ثوریؒ کی پیدائش سنہ ۹۷ھ / ۷۱۵ء کو کوفہ میں ہوئی۔ ان کے والد سعید بن مسروق انتہائی قابل اعتماد اور مشہور محدث تھے اور والدہ کوفہ کی ایک متقی پرہیزگار اور صاحب فہم و فراست خاتون تھیں۔ خود کوفہ شہر شروع ہی سے صحابہؓ اور تابعینؒ کی مخصوص توجہ کا مرکز رہا جس کی وجہ سے قرآن اور فقہ کے ممتاز علماء کا مستقر بن گیا تھا۔ سفیان ثوریؒ کے عہد کو اسلامی علوم و فنون کی نشو و نما اور ارتقاء کا عہد کہا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے والدین کی رہنمائی میں کوفہ کی علمی و ادبی فضا سے کماحقہ استفادہ کیا۔ علم کی مزید تحصیل کے لیے انھوں نے

مکہ، مدینہ، خراسان، شام اور بصرہ کا سفر کیا اور اپنے زمانے کے تقریباً تمام مشہور علما سے براہ راست ملاقات کر کے سوالات، گفتگو اور بحث و مباحثہ کے ذریعہ اپنی علمی پیاس کو بجھایا۔ کوفہ، بصرہ اور حجاز میں ان کے اساتذہ اور مشائخ کی تعداد تقریباً ڈھائی سو تک پہنچتی ہے۔ پوری زندگی حصولِ علم میں سرگرداں رہے۔ جس کی وجہ سے جہاں انھوں نے سیکڑوں سے استفادہ کیا وہیں ہزاروں اور لاکھوں کو فائدہ پہنچایا۔ ان کے شاگردوں کی تعداد ناقابلِ شمار ہے۔

سفیان ثوریؒ کو بارگاہ ایزدی سے مخصوص صلاحیتیں اور خوبیاں ودیعت ہوئی تھیں۔ آپ کی شخصیت علم و ثقاہت، جرأت و بے باکی، صبر و استقامت، زہد و ورع اور تقوی و خیر خواہی سے مرکب تھی۔ حق گوئی کی وجہ سے زندگی کا بہت بڑا حصہ جلاوطنی کی نذر ہو گیا خلیفہ منصور اور مہدی کے ظلم و جور اور فضول خرچیوں پر انھوں نے کھلے عام تنقید کی اور کوئی لالچ یا دھمکی انھیں اعلاء کلمۃ اللہ سے روک نہیں سکی۔ دونوں خلفاء کی طرف سے انھیں متعدد بار عہدۂ قضا کے قبول کرنے پر مجبور کیا گیا لیکن انھوں نے سختی سے انکار کر دیا۔ خلیفۂ وقت پر بے باکانہ تنقید اور عہدۂ قضا کی قبولیت سے انکار کی وجہ سے انھیں بے پناہ مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ ان کے عزم و ارادہ کی پختگی، راہ خدا میں استقامت اور حق گوئی و بے باکی نے عوام و خواص ہر ایک کو متاثر کیا۔ اُن کا انتقال بصرہ میں سنہ ۱۶۱ھ / ۷۷۸ء میں ہوا۔ ان کے انتقال پر کوفہ و بصرہ میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

تصانیف:

سفیان ثوریؒ قدیم مصنفین میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے تفسیر، حدیث اور فقہ پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ حدیث اور فقہ ان کے خاص موضوع تھے۔ تصنیف و تالیف اور مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ کتب حدیث اور تفاسیر میں ان سے مروی روایتیں کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ قدیم مآخذ اور کتابیاتی مصادر میں ان کی جن مستقل کتابوں کا ذکر ملتا ہے ان کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ ہے لیکن ان میں سے چند کے علاوہ بقیہ تمام حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ علمی ذخائر میں اب تک ان کی صرف نو کتابوں کا پتہ چل سکا ہے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) کتاب تفسیر القرآن (۲) کتاب الفرائض (۳) الاعتقاد (۴) ما اسندہ سفیان الثوری۔
(۵) رسالۃ فی الزہد (۶) وصیۃ الی علی بن الحسن السلمی (۷) الجامع الکبیر فی الفقہ والاختلاف
(۸) الجامع الصغیر (۹) کتاب آداب سفیان الثوری

تفسیر قرآن :

سفیان ثوریؒ نے قرآن مجید کی کوئی باقاعدہ تفسیر نہیں لکھی البتہ ان کے تفسیری اقوال اور روایات کو ان کے ایک شاگرد ابو حذیفہ موسی بن مسعود النہدی البصری نے بڑی محنت اور سلیقہ سے کتابی شکل میں یکجا کر دیا تھا۔ اس کی کتابت تیسری صدی ہجری میں کوفی رسم الخط میں کی گئی تھی۔ اس کے تمام نسخے تقریباً ضائع ہو گئے تھے صرف ایک نسخہ رضا لائبریری (رام پور) میں محفوظ تھا۔ یہ نسخہ شروع سے آخیر تک انتہائی شکستہ اور ناقص تھا اور اس کے اوراق بڑی بوسیدہ حالت میں تھے۔ اس کی عبارت کا پڑھنا، صفحات کو مرتب کرنا، الفاظ کی تصحیح اور مختلف افراد، مقامات وکتب کے ناموں کی تنقیح ایک مشکل کام تھا۔ اس کام کے لیے ایک محنتی اور نکتہ رس محقق کی ضرورت تھی۔ خدا نے اس جلیل القدر کام کی تکمیل کا شرف مولانا امتیاز علی عرشی مرحوم کو عنایت فرمایا۔ مرحوم ایک عرصے تک رام پور کی لائبریری کے منتظم تھے ان کی شخصیت علمی وادبی حلقوں میں بڑی عزت وتکریم کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ انھوں نے مخطوطہ کی تدوین میں بڑی جانفشانی اور ژرف نگاہی سے کام لیا اور اس متاع گم گشتہ کو افادہ عامہ کے قابل بنا دیا۔

اس مخطوطہ میں ۴۹ سورتوں کی متعدد آیتوں پر سفیان ثوری کے ۹۱۱ تفسیری اقوال ہیں۔ اس کی اکثر روایتیں مرفوع یا منقطع یا موقوف ہیں جن میں بعض اقوال سفیان ثوری کے ہیں اور اکثر وبیشتر کی مفسرین سے مروی ہیں۔ تفسیری کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس تفسیر میں سفیان ثوریؒ کے تمام تفسیری اقوال اور افکار کو نقل نہیں کیا جا سکا۔ حدیث، تفسیر، علوم القرآن، تاریخ، تراجم، تصوف اور لغت کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے اگر ان کے اقوال کو اکٹھا کیا جائے تو اس سے اس مخطوطہ پر ایک بیش بہا اضافہ ہوگا جس کے بعد

ثوریؒ کی تفسیر ایک مکمل تفسیر ہو سکتی ہے یقیناً یہ ایک مشکل کام ہے۔ اس کے لیے حدیث اور تفسیر سے متعلق وسیع لٹریچر کا خاص طور سے استقصا کرنا ہوگا اور بحث و تحقیق کے مشکل مراحل سے گزرنا ہوگا۔ لیکن یہ کام یقیناً اس لائق ہے کہ اس کے لیے ایک ہفت خواں سر کی جائے۔

تفسیری مآخذ :

سفیان ثوریؒ کے تفسیری مآخذ بہت زیادہ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ماثورات و منقولات پر اعتماد کے ساتھ ساتھ تدبر و تفکر اور اجتہاد و استنباط سے غفلت نہیں برتی۔ بلکہ وہ غور و خوض کو تفسیری کام کے لیے انتہائی ضروری قرار دیتے ہیں۔ جس طرح وہ اقوال صحابہؓ و تابعینؒ کو نقل کرتے ہیں اسی طرح عربی زبان، عربی تاریخ، عربی قواعد و ضوابط اور غور و فکر سے بھی مدد لیتے ہیں۔ ان کے تفسیری مآخذ وہی ہیں جو اکثر و بیشتر قدیم مفسرین کے یہاں معروف ہیں یعنی قرآن مجید، حدیث، اقوال صحابہ و تابعین، لغت اور تدبر و استنباط۔

منہج تفسیر :

"تفسیر القرآن بالقرآن" علماء کے نزدیک متفقہ طور سے قرآن کی تفسیر کا بنیادی اصول ہے۔ قرآن کی تفسیر قرآن کے ذریعہ وہی شخص کر سکتا ہے جو قرآنی آیات کا بہترین علم رکھتا ہو اور ان کے معانی و مفاہیم کو سمجھتا ہو۔ سفیان ثوریؒ نے تفسیر کے اس اصول کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں ایک آیت کی تشریح اسی جیسی دوسری آیات سے اور ایک مفہوم کی وضاحت اسی جیسے دوسرے مفہوم سے پیش کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں ان کی تفسیر سے اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں بالخصوص وہ واقعات اور قصص کی تشریح و توضیح میں اس سے بڑی مدد لیتے ہیں۔ آخرت، جنت اور جہنم کے مناظر نیز دنیا کی بے ثباتی سے متعلق آیات کو وہ زیادہ تر قرآن ہی کی مدد سے واضح کرتے ہیں۔

قدیم مفسرین مختلف قراءتوں سے واقفیت کو قرآن کی تفسیر کے لیے ضروری خیال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک اختلافِ قراءت سے ترجمہ و تفسیرِ قرآن میں خاصا فرق واقع

ہو جاتا ہے۔ ان قراءتوں سے واقفیت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مفسر بیک وقت کئی پہلوؤں پر غور کر سکتا ہے۔ سفیان ثوریؒ کی تفسیر کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ قرأت سبعہ سے واقف تھے اور اس سے انھوں نے اپنی تفسیر میں خاصا استفادہ کیا ہے۔ قراءت کے تعلق سے اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اس سے قرآن کی تشریح و توضیح میں جتنا فائدہ ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ اس سے نقصان ہوا ہے۔ بہت سے مقامات پر قرآن کے معانی کی وضاحت میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں ان کا معاملہ بھی کچھ کم اہم نہیں لیکن اس سے بھی زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ اس اختلاف قرأت سے فائدہ اٹھا کر مستشرقین نے قرآن کے تحفظ کو (نعوذ باللہ) مشکوک اور مشتبہ قرار دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

سفیان ثوریؒ کو علوم قرآن پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ وہ سورتوں کے شانِ نزول، زمانۂ نزول، ان کے اسماء و فضائل، نظم قرآن، معرب و محکم نیز مشکل و متشابہ الفاظ آداب تلاوت، اسلوب قرآن، حروف مقطعات اور ناسخ و منسوخ سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی تفسیر میں ان علوم سے بھرپور استفادہ کیا۔ اسی طرح وہ زبان و بیان، نحو و صرف اور ادب و بلاغت کے مسائل وغیرہ پر بڑی قدرت رکھتے تھے۔ اسی باعث ان کی تفسیر میں الفاظ کی تشریح، کلمات پر بحث، جملوں میں ربط و تعلق اور اعراب کے اختلاف پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

حروف مقطعات کے متعلق سفیان ثوریؒ عام محدثین کی طرح یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ حروف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے رازہائے سربستہ ہیں جن پر گفتگو کرنے کو وہ ناپسند کرتا ہے اور ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس خیال کے باوجود انھوں نے بعض حروف کی تشریح کی بھی کوشش کی ہے مثلاً وہ کھیعص کے معنی کبیر، ہادی، امین، عزیز اور صادق بتاتے ہیں اور یٰس سے یا محمد مراد لیتے ہیں۔

ثوریؒ نے آیات متشابہات اور محکمات کی وضاحت کی ہے۔ جن آیتوں کی تفسیر و توضیح ممکن ہوا انہیں وہ محکم سمجھتے ہیں اور جن کی تفسیر ممکن نہ ہو انھیں متشابہ قرار دیتے ہیں وہ آیات متشابہات پر گفتگو کو ناجائز اور ان پر ایمان کو ضروری سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے

مسلک پر مختلف اہل علم، محدثین اور صحابہؓ و تابعینؒ کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ حروف مقطعات، صفات باری تعالیٰ، قیامت اور اس کے مناظر، خروج یاجوج و ماجوج، دجال اور عیسیٰؑ کا نزول وغیرہ سے متعلق آیات کو وہ متشابہ قرار دیتے ہیں۔

امام ثوریؒ نسخ کے وقوع کے قائل ہیں اور ناسخ و منسوخ کے متعلق علم حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کی تفسیری روایات میں ناسخ و منسوخ سے متعلق متعدد جگہوں پر مباحث ملتے ہیں۔ ان کے یہاں نسخ کے مفہوم میں منتقل کرنا، زائل کرنا، بھلانا اور محو کرنا شامل ہے۔ نسخ کے سلسلے میں ان کا موقف اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہے وہ کسی مضبوط دلیل یا قرینے کے بغیر نسخ کو تسلیم نہیں کرتے چنانچہ ایک طرف جہاں انھوں نے بہت سی آیتوں کے منسوخ ہونے کو تسلیم کیا ہے تو دوسری طرف بہت سی آیتوں کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہیں حالانکہ بعض دوسرے علماء انھیں منسوخ مانتے ہیں۔

امام ثوریؒ نے اپنی تفسیر میں ماثورات و منقولات پر اعتماد کے ساتھ ساتھ عقل و فہم اور قوت اخذ و استنباط کو بھی استعمال کیا ہے۔ سلفی مفسر ہونے کی وجہ سے یقیناً انھوں نے ماثورات و منقولات کو عقل و فکر پر ترجیح دی ہے لیکن پھر بھی اجتہاد و استنباط اور غور و فکر کو بالکل نظر انداز نہیں کیا۔ خود ماثورات کی بحث و تحقیق میں انھوں نے روایت اور درایت کے تمام اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ان سے مروی تفسیری روایات کو عام طور سے صحیح قرار دیا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ثوریؒ کی تفسیر بالرائے اصول و ضوابط کی پابند ہے اور ان سے کہیں بھی زیادتی یا تجاوز سرزد نہیں ہوا ہے۔ انھوں نے تفسیر بالرائے کے لیے قرآن و حدیث پر گہری نظر، عربی زبان و ادب سے واقفیت اور دینی فہم و فراست کو ضروری قرار دیا ہے۔

عقیدے سے متعلق آیتوں کی تفسیر میں ثوریؒ نے سلفی مسلک اختیار کیا ہے وہ عقیدے کے اعتبار سے علماء اہل سنت والجماعت کے ساتھ ہیں۔ ثوریؒ نے اپنی تفسیر میں عقیدے کے جن اہم مباحث سے تعرض کیا ہے ان میں صفات باری تعالیٰ کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کے اختلافات کافی مشہور ہیں۔ ثوریؒ صفات باری تعالیٰ سے متعلق آیات کو آیاتِ

متشابہات میں شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح رویتِ باری تعالیٰ، مسئلہ خلق قرآن، عذاب قبر اور معراج سے متعلق مباحث میں انھوں نے اسلاف کے مسلک کی پرزور تائید کی ہے۔ البتہ مسئلہ جبر و قدر میں انھوں نے اسلاف سے اختلاف کرتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی کی راہ اختیار کی ہے۔ ان کا مسلک جبریہ اور قدریہ کے متشدد نظریات کے بین بین ہے۔

سفیان ثوریؒ فقہ کے ایک مشہور امام ہیں۔ ان کے فقہی افکار کو علما کے یہاں منفرد مقام حاصل ہے۔ ان کا مسلکِ فقہ ایک مستقل مسلک مانا جاتا ہے۔ فقہ سے غیر معمولی لگاؤ اور اس پر مکمل قدرت کی وجہ سے انھیں فقیہ العرب کہا گیا ہے۔ فقہ میں ان کی چند مستقل تصانیف بھی ہیں۔ ان تصنیفات کے علاوہ ان کے فقہی اقوال فقہ کی تمام متداول کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ تعمق، استنباط، وسعت اور احوال وظروف سے واقفیت کی وجہ سے ان کے فقہی اقوال تمام مسالکِ فقہ میں یکساں اہمیت کے حامل سمجھے گئے ہیں۔ قرآنی آیات کی فقہی تفسیر میں ان کے اقوال بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ تفسیر کی کتابوں میں ان کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

کلامِ الٰہی کی تفسیر میں عربی زبان و ادب سے واقفیت کا بڑا دخل ہے۔ سفیان ثوریؒ عربی زبان کے تمام مسائل، رموز و اشارات اور اصول وضوابط سے آگاہ تھے اسی وجہ سے اپنی تفسیر میں اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ انھوں نے اپنی تفسیر میں تعقید، غموض، ابہام اور بے جا مبالغہ آرائی سے احتراز کیا ہے۔ ان کی تفسیر میں اختصار اور باریک بینی کا جگہ جگہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے کلمات کے اندر مخفی معانی وافکار کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے اور عربی زبان کے مسائل پر غور و فکر کرکے الفاظ کے انتہائی خوبصورت اور برمحل معانی کی تلاش کی ہے۔ انھوں نے کبھی کبھی تفسیر میں معانی کی وضاحت کے لیے ہاتھوں اور انگلیوں کی مختلف حرکات وسکنات پر اعتماد کیا ہے۔ اس عملی تفسیر سے ان کا مقصد یہ ہے کہ معانی مکمل طور پر واضح ہو جائیں اور ذہن میں ان کا نقشہ سا کھنچ جائے۔

سفیان ثوریؒ اپنے دور کے بعض دوسرے اہلِ علم کی طرح اسرائیلیات کی مضرتوں سے آگاہ ہو چکے تھے۔ اسی لیے وہ ان کو قبول اور نقل کرنے میں کافی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ انھوں نے یہودیوں اور عیسائیوں سے مروی تفسیری روایات کی قبولیت کے لیے بڑے

سخت اور مضبوط اصول و قواعد وضع کیے اور تمام روایات کی پوری تحقیق و تفتیش کی۔ اس طرح وہ خود ساختہ اور بے بنیاد تفسیری روایات کے ایک بڑے حصے کو اپنی تفسیر سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود بعض روایات کے سلسلے میں ان سے چوک ہو گئی اور انھوں نے کچھ ایسی اسرائیلی روایات کو بھی اپنی تفسیر میں نقل کر دیا ہے جو قرآن و حدیث کے مزاج سے میل نہیں کھاتیں۔

علمی خدمات اور اثرات :

سفیان ثوریؒ کی تفسیری خدمات بہت زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنے شاگردوں کی ایک ایسی ٹیم تیار کر دی جس نے قرآن مجید کی خدمت میں بڑا حصہ لیا اور امام ثوریؒ کی تفسیری روایتوں کو نقل کیا۔ اسی طرح ان کی تصانیف کو بھی قرآن مجید کی تشریح و تفسیر میں بڑی اہمیت حاصل ہے انھوں نے علم تفسیر اور دیگر علوم پر غور و فکر کرنے کا جو دقیق نہج اختیار کیا اس سے بعد میں آنے والوں کو قرآن فہمی کے اصول و ضوابط اخذ کرنے میں بڑی مدد ملی۔

امام ثوریؒ نے جن لوگوں سے روایت کی ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں چند ایسے بھی ہیں جن سے انھوں نے خصوصی استفادہ کیا ہے جبکہ دوسرے مفسرین اور محدثین نے ان کو اس توجہ کا مستحق نہیں سمجھا۔ اس طرح ان کے ذریعہ ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ ہم تک منتقل ہو سکا۔ انھوں نے بعض غیر ثقہ افراد سے بھی روایت کی ہے استفادہ اور روایت کا یہ عمل روایت اور درایت کے مضبوط اصولوں پر مبنی تھا جس کی تفصیل انھوں نے بیان کر دی ہے۔ بعد میں مفسرین اور محدثین نے ان کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے۔

روایتوں کی سماعت اور قبولیت میں ثوریؒ نے جو طریقہ اختیار کیا تھا اسے بلاشبہ ایک سائنٹفک اور علمی طریقہ کہا جا سکتا ہے انھوں نے اسناد کا جرح و تعدیل کے اصولوں کی روشنی میں جائزہ لیا۔ اکثر و بیشتر وہ روایات کو سنتے ہی لکھ لیا کرتے تھے۔ وہ کسی کتاب سے سماعت اور قرأت کو زبانی سماعت و قرأت پر ترجیح دیتے تھے۔

سفیان ثوریؒ کے بعد ان کے تفسیری اقوال اور روایات کو مفسرین نے جس طرح اعتماد کے ساتھ نقل کیا اس سے ان کی علمی صلاحیت اور برتری کا مکمل اعتراف ہوتا ہے۔ تفسیر کی کتابیں

ان کے اقوال سے بھری پڑی ہیں۔ بلاشبہ مفسرین کی ایک بڑی تعداد سفیان ثوریؒ سے متاثر ہوئی ہے جن میں امام طبریؒ، عبدالرزاقؒ، ابن ابی حاتمؒ، قرطبیؒ، سیوطیؒ، ابن جوزیؒ اور ابن عطیہؒ کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

مفسرین کی طرح علمائِ حدیث اور علمائِ فقہ بھی ان سے متاثر اور مستفید ہوئے ہیں۔ محدثین میں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ابن ماجہؒ وغیرہ اور فقہاء میں ابن رشدؒ، ابن حزمؒ اور ابن قدامہؒ وغیرہ نے ان سے بہت سی احادیث اور فقہی افکار و خیالات کو نقل کیا ہے۔ اسی طرح تصوف، سیرت، ترجمہ اور تاریخ وغیرہ کی کتابوں میں بھی ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔ امام نعیمؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بلاذریؒ وغیرہ کی تصانیف اس کی بہترین مثال ہیں۔

معاونین مجلہ سے

۱۔ زرِ تعاون (سالانہ تیس روپیہ) منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجیں۔ اگر چیک کی صورت میں رقم بھیجنا چاہیں تو اس میں بینک مصارف (۹ روپئے) کا اضافہ کرکے ارسال کریں۔

۲۔ مجلہ سادہ ڈاک سے روانہ کیا جاتا ہے۔ وی۔ پی یا رجسٹری کے ذریعہ منگانے کی صورت میں اخراجات خریدار کے ذمہ ہوں گے۔

۳۔ مجلہ کے سلسلے میں خط لکھتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

۴۔ ادارتی امور سے متعلق خطوط مدیر کے نام اور انتظامی امور سے متعلق سکریٹری کے نام ارسال کیے جائیں۔

۵۔ چک اور ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں:

IDARA-E-ULOOM-UL-QURAN
AC.No-7886
CENTRAL BANK OF INDIA
DODHPUR- ALIGARH.